یکم اکتوبر 2019ء

ممتاز شخصیات کے لیکچرز کی سیریز

پاکستان کی معیشت: معاشی چیلنجز اور منظر نامہ

از: ڈاکٹر رضا باقر، گورنر بینک دولت پاکستان

انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن کراچی نے ممتاز شخصیات کے لیکچرز کی سیریز کے سلسلے میں "پاکستان کی معیشت: معاشی چیلنجز اور امکانات" کے موضوع پر آئی بی اے مین کیمپس میں گورنر اسٹیٹ بینک آف پاکستان ڈاکٹر رضا باقر کے لیکچر کا اہتمام کیا۔ میزبانی کے فرائض ایگزیکٹو ڈائریکٹر آئی بی اے ڈاکٹر فرخ اقبال نے انجام دیے جنہوں نے حاضرین سے ڈاکٹر باقر کا تعارف کرایا۔ حاضرین میں تعلیمی اداروں، کارپوریٹ سیکٹر، آئی بی اے فیکلٹی، طلبہ اور سابق طلبہ شامل تھے۔

ڈاکٹر باقر نے اپنے لیکچر کو تین حصوں میں تقسیم کیا: معیشت کو درپیش موجودہ معاشی چیلنجز کے اسباب، ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے معاشی ٹیم کے اقدامات اور اب تک کے نتائج، اور معیشت کا منظر نامہ۔ انہوں نے موجودہ معاشی چیلنجز کے دو بنیادی اسباب بیان کیے۔ اوّل، 2018-2015ء کے دوران بڑھتا ہوا جاری کھاتے کا خسارہ جو زائد القدر اور نسبتاً معینہ ایکسچینج ریٹ کے تناظر میں ملک کے ذخائر میں نمایاں کمی کا باعث بنا۔ دوسرا اہم سبب بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ اور سرکاری قرضہ تھا جس نے ملک کے قرضے کے لائق ہونے کی اہلیت کو مشکوک بنا دیا تھا۔

ڈاکٹر باقر نے کہا کہ اقتصادی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ان شعبوں میں تین قسم کے اقدامات کیے گئے ہیں: بیرونی شعبہ، مالیاتی شعبہ اور زری شعبہ۔ پہلا، 2017ء کے آخر سے ایکسچینج ریٹ میں متعدد بار ردوبدل کرنے سے شرح مبادلہ کی زائد قدر پیمائی (overvaluation) کو کم کرنے میں مدد ملی۔ اس کا اختتام مئی 2019ء میں ایکسچینج ریٹ کے نظام میں تبدیلی سے ہوا جس کی جگہ مارکیٹ پر مبنی نظام نے لے لی جس میں اقتصادی حکام کو کرنسی کے قدر کا تعین نہیں کرنا پڑے گا۔ انہوں نے واضح کیا کہ مارکیٹ پر مبنی نظام آزادانہ بہاؤ (free float) پر مشتمل نہیں تھا اور اس میں اسٹیٹ بینک کو خراب حالات کی درستگی کے لیے مارکیٹ میں مداخلت کی اجازت تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ان اقدامات کے نتیجے میں جاری کھاتے میں نمایاں بہتری آئی اور اس کا 2 ارب ڈالر ماہانہ تک کا تاریخی بلند خسارہ کم ہو کر نصف رہ گیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جاری کھاتے کے خسارے میں بہتری لانے میں درآمدات میں کمی اور برآمدات کے حجم میں بہتری نے کردار ادا کیا، اگرچہ بین الاقوامی اکائی قیمتوں میں کمی کے باعث برآمدی قدروں میں زیادہ نمو نہیں ہو سکی۔ گورنر اسٹیٹ بینک نے معیشت میں برآمدات کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ روزگار اور پیداوار کے لحاظ سے جو بات اہمیت رکھتی ہے وہ برآمدات کا حجم ہے۔

ڈاکٹر باقر نے مالیاتی خسارے سے متعلق چیلنجز سے نمٹنے کے لیے حکومت کے اقدامات کا بھی مختصراً ذکر کیا۔ آخر میں ڈاکٹر باقر نے کہا کہ ماضی کے بیرونی اور مالیاتی عدم توازن سے نمٹنے کی ضرورت کا مطلب یہ تھا کہ مہنگائی جزوی طور پر ایکسچینج ریٹ، ٹیکسز اور یوٹیلٹی نرخوں میں اضافے کے باعث بڑھ گئی۔ اس کی بنا پر مانیٹری پالیسی کو سخت کرنا پڑا جس سے مہنگائی کم کرنے میں مدد ملے گی۔

ڈاکٹر باقر نے منظر نامے پر اور خاص کر اس بات پر کہ یہ پروگرام آئی ایم ایف کے سابقہ پروگراموں سے کس طرح مختلف ہو گا، تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ آئی ایم ایف کے پاس جانے کی سب سے اہم وجہ زرِ مبادلہ ذخائر کا کم ہوتے جانا اور ان کی پست سطح تھا۔ اگر پاکستان ایسے ادارے بنانے کے قابل ہو جو ان ذخائر میں اضافہ کرتے رہیں اور سرمائے کے اخراج کے زمانے میں یہ ادارے زرمبادلہ کو محفوظ رکھیں تو پاکستان اقتصادی دھچکوں سے خود کو محفوظ کے قابل ہو جائے گا اور اسے بین الاقوامی مالی اداروں سے مدد مانگنا نہیں پڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ پروگرام میں دو ادارہ جاتی اصلاحات اس حوالے سے مدد کریں گی: مارکیٹ کی بنیاد پر ایکسچینج ریٹ کا نظام اور اسٹیٹ بینک سے حکومت کی صفر قرض گیری، جس سے مالیاتی نظم وضبط لانے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے اپنی گفتگو کے اختتام پر زور دے کر کہا کہ طویل مدتی نقطۂ نظر سے پاکستان کے لیے اہم چیلنج یہ ہے کہ وہ اپنی بچت اور سرمایہ کاری کی شرح میں اضافہ کرے۔

لیکچر کے بعد ڈاکٹر اقبال نے ڈاکٹر باقر سے پاکستان کے موجودہ معاشی مسائل اور مشکلات اور ان پر قابو پانے کے لیے حل پر اظہار خیال کے لیے گفتگو کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر باقر اور حاضرین کے درمیان سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ سیشن کا اختتام ڈاکٹر اقبال کی جانب سے شکریے کے اظہار پر ہوا۔ ڈاکٹر باقر کو ایک یادگار بھی پیش کی گئی۔

مقرر کے بارے میں: ڈاکٹر رضا باقر اس سے قبل عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) اور عالمی بینک میں بیس سال کام کر چکے ہیں۔ وہ ہارورڈ یونیورسٹی سے معاشیات میں اے بی (میگنا کم لاڈ) اور یونیورسٹی آف کیلیفورنیا برکلے سے معاشیات میں پی ایچ ڈی کی اسناد رکھتے ہیں۔ ان کی تحقیق معاشی پیشے کے کئی موقر جرائد بشمول جرنل آف پولیٹیکل اکانومی اور کوارٹرلی جرنل آف اکنامکس میں شائع ہو چکی ہے۔

***